محمد عمر فاروق

خودداری کی زندگی

ایک اخباری اطلاع کے مطابق ''چیف ایگزیکٹو نے تمام سرکاری محکموں کے افسروں اور ملازمین کو انسانی حقوق اور تعلیم عام کرنے کے بارے میں مکمل آگاہی فراہم کرنے کے لیے ملک بھر میں تربیتی کورس شروع کرانے کا حکم دیا ہے۔ اس مہم کا مقصد وفاقی اور صوبائی سول افسروں جن میں سی ایس پی، پی سی ایس اور پی بی ایس جج اور دیگر افسران شامل ہیں کو انسانی حقوق اور تعلیم عام کرنے کی اہمیت کے بارے میں مکمل معلومات فراہم کرنا ہے''۔ انسانی حقوق کے ان تربیتی کورسز کے اجراء سے پہلے موجودہ حکومت نے پاکستان میں پہلی مرتبہ انسانی حقوق کی وزارت قائم کی۔ ان اقدامات کا مقصد کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ بلکہ یہ حکومتی ایجنڈے کی طرح صاف اور واضح ہے۔ ۱۲، اکتوبر ۱۹۹۹ء سے لے کر اب تک حکومت نے اپنے ہر عمل سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حکومتی مشینری کے تمام کل پرزے قدامت پرست یا مذہب پسند کی بجائے سیکولر اور جدیدیت پسند ہیں۔ جنرل پرویز مشرف نے پہلی تصویر کتوں کو گود میں بٹھا کر کھنچوائی، اپنی کابینہ کے ارکان کی اکثریت ان لوگوں سے منتخب کی جو سیکولر مزاج کے حامل تھے یا متنازعہ این جی اوز کے کرتا دھرتا تھے۔ انہی این جی اوز فیم وزراء نے قانون توہین رسالت میں ترمیم کر کے فوج اور عوام میں تصادم کرانا چاہا۔ لیکن شدید عوامی ردعمل نے انہیں ایسا کرنے سے باز رکھا۔ چند روز پہلے چیف ایگزیکٹو نے یہ عجیب وغریب بیان دے کر قوم کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ ''ہم ایک فیصد انتہا پسندوں کے ہاتھوں ملک کو یرغمال بنانے کی اجازت نہیں دیں گے''۔ آخر انتہا پسندوں اور اسلام پسندوں میں امتیازی فرق کو ملحوظ کیوں نہیں رکھا جاتا۔ حالانکہ انتہا پسندوں کا کوئی عقیدہ ہوتا ہے نہ نظریہ، بلکہ وہ چند ٹکوں کی خاطر کسی کی بھی جان لینے سے گریز نہیں کرتے۔ جبکہ دینی حلقوں نے کبھی انتہا پسندی اختیار کی اور نہ کبھی انتہا پسندوں کی امداد و حمایت کی۔ بلکہ انتہا پسندوں کی قابلِ مذمت کارروائیوں میں خود حکومتی ایجنسیاں ملوث ہیں۔ جن کی بدولت دینی جدوجہد کرنے والے امن پسند کارکنوں کی راہیں بھی مسدود کی جا رہی ہیں۔ واضح طور پر انتہا پسند عناصر کو بے نقاب کر کے دینی حلقوں میں پائے جانے والے اضطرات اور بے چینی کو ختم کرنا حکومت کی اولین ذمہ داری ہے۔

ہمیں حیرانی اس بات پر ہے کہ یکا یک حکومت کو انسانی حقوق اور ان کی تعلیم کا خیال کیوں کر آیا ہے کہ اس پر فی الفور عمل درآمد کے احکامات بھی جاری کر دیئے گئے ہیں۔ یہ حقیقت لاکھ دلیلوں پر بھاری ہے کہ غیر ملکیوں سے مرعوب ہو کر ان کی تہذیب و تمدن کو اختیار کر لینا دانشمندی نہیں بے وقوفی ہے۔ آپ ملک کو لاکھ جدیدیت کے سانچوں میں ڈھالیں یا پوری قوم کو مغربیت کے رنگ میں رنگ دیں۔ لیکن آپ کا گریڈ ''کالے انگریز'' سے کبھی نہ بڑھ سکے گا۔ ماضی، عبرت کی مثال ہوا کرتا ہے۔ ترکی کو ہی لیجیئے جہاں خلافتِ عثمانیہ کا گلا گھونٹ دیا گیا اور مذہب کو دیس نکالا دے کر جدیدیت اور لا

دینیت کو اندھا دھند ملک وقوم پر مسلط کر دیا گیا۔ لیکن یورپ نے آج تک اسے قبول کیا ہے اور نہ ہی اسے یورپی یونین کی رکنیت دی گئی ہے۔ جس کی وجہ ترکوں کا مسلمان ہونا ہے۔ بوسنیا یورپ کا دل کہلاتا ہے۔ لیکن حالیہ چند برسوں میں بوسنیا کے باشندوں کو مسلمان ہونے کے جرم میں تہ تیغ کر کے اس خطے کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ کیا تباہی و بربادی کے سمندر میں غرقابی سے بچنے کے لیے یہ مثالیں کافی نہیں ہیں۔

ہم جس ملت کے فرزند ہیں۔ وہ مکمل واکمل دین کی پیرو ہے اسلام کے اپنے اصول وعقائد اور قواعد وضوابط ہیں جو چودہ سو برس گزر جانے کے بعد بھی قیامت تک آنے والے تمام زمانوں کے لیے تروتازہ، جدید ترین اور قابلِ عمل ہیں۔ جس دین کے خالق نے پوری کائنات تخلیق کی ہے۔ کیا اس نے انسانوں کے حقوق کا کوئی بھی ضابطہ مقرر نہیں فرمایا کہ ہمیں اس کے لیے غیروں کے وضع کردہ بے بنیاد اور بے اصل اصولوں کی پیروی کے سوا کوئی چارہ ہی نہ ہو۔ روزمرہ کی عام زندگی میں انسانی حقوق کی پاسداری تو ایک طرف رہی، جنگ کی حالت میں بھی کہ جب تباہی و بربادی اپنی انتہا پر ہوتی ہے۔ اسلام نے دشمنوں کے انسانی حقوق کے تحفظ کا درس دیا ہے۔ ہمیں انسانی حقوق کی پامالی کا الزام دینے والی ''مہذب'' اقوام نے اپنی جنگوں میں مخالف ملکوں اور ان کی رعایا پر جو ظلم وستم ڈھائے ہیں، وہ آج بھی تاریخ کے سیاہ ابواب میں محفوظ ہیں۔ جنگ عظیم دوم میں جرمنی اور جاپان نے شکست تسلیم کر لی۔ لیکن امریکہ نے ہیروشیما پر ایٹم بم گرا کر اور لاکھوں شہریوں کو موت کی وادی میں پہنچا کر اپنے انتقام کی آگ ٹھنڈی کی گزشتہ صدی میں ''مہذب'' قوموں کے خونی معرکوں کو ایک نظر دیکھیے، امریکہ نے ویت نام میں چودہ لاکھ، اٹلی نے لیبیا میں پونے چار لاکھ، فرانس نے الجزائر میں گیارہ لاکھ اور روس نے افغانستان میں پندرہ لاکھ انسانوں کو جنگوں میں بھون ڈالا، جنگ عظیم اول اور دوم میں مرنے والوں کی تعداد ڈیڑھ کروڑ تک جا پہنچتی ہے۔ جبکہ روس اور چین کے کمیونسٹ انقلاب میں بھی ڈیڑھ کروڑ افراد موت کی نیند سلا دیے گئے۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی لڑائیوں میں اتنے کم لوگ مارے گئے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے عہد نبوی میں کفار سے کل بیاسی لڑائیاں لڑی گئیں اور اسلامی سرحدات دس مربع میل تک پھیل گئیں لیکن اتنے عظیم انقلاب میں صرف 259 مسلمان شہید اور 759 کافر جہنم واصل ہوئے۔ اتنی مختصر تعداد میں تو انسان آجکل لمحوں میں ہی ختم کر دیے جاتے ہیں۔ آگے دیکھیے، سیدنا عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں بائیس لاکھ مربع میل، سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کے دور میں چوالیس لاکھ مربع میل اور سیدنا معاویہؓ کے زمانۂ خلافت میں پینسٹھ لاکھ مربع میل کے وسیع وعریض خطے یعنی یورپ، افریقہ اور ایشیاء کے غالب حصے پر صرف تیس سال کی مدت میں اسلام کا پرچم لہراتے لگتا ہے۔ لیکن نصف سے زیادہ دنیا کو زیرنگیں کر لینے پر بھی مسلمانوں کے ہاتھوں کفار کا اتنا خون بھی نہیں بہتا، جتنا ''مہذبوں'' کی مذکورہ کسی ایک جنگ میں بہایا گیا۔

انسانی حقوق کی دعویدار اقوام متحدہ ہو یا مغربی ممالک، ہمیں ان کی اندھی پیروی کی بجائے غور کرنا چاہیے کہ

(بقیہ صفحہ ۸ پر دیکھیں)